

جناب مولانا عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی کراچی
خلیفہ مجاز حضرت مولانا مرحوم

حضرت

مولانا

عبد الغفور مدنی

کا سفر آخرت

حضرت شیخ مولانا عبدالغفور صاحب عباسی نور اللہ مرقدہ کے حالات کے متعلق خیال کیا کہ مرنے دیت اور وفات پر کچھ عرض کروں۔

میرزا! حضرت والارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدینہ الطہرہ سے دو گرامی نامے ایک بنام حقیر اور دوسرا بنام حاجی محمد حبیب صاحب پاکو لا واسے آگئے، دونوں میں یہ مضمون تحریر تھا کہ صغف بڑھ گیا ہے۔ حرم شریف کی حاضری پنجوقتہ نہیں ہو سکتی ہے، کبھی کبھی ٹیکسی میں جاتا ہوں۔ آپ حضرات کے لئے خصوصاً اور عامۃ المسلمین کے لئے دعائیں مانگتا ہوں۔ اللہ پاک قبول فرمادیں۔

یہ مضمون پڑھ کر قلب کو کافی صدمہ پہنچا، اور دونوں نے طے کیا کہ بھیا بھی ہو علاج کیلئے حضرت والارحمۃ اللہ علیہ کو کراچی بلانا ضروری ہے۔ چنانچہ عریضہ بھیج دیا گیا۔ جواب ملا کہ مدینہ منورہ کی جدائی برداشت نہیں ہو سکتی ہے۔ ثانیاً لکھا گیا کہ علاج مسنون ہے۔ آپ کا اس حالت میں مدینہ منورہ میں ہوتے ہوئے بھی حرم شریف کی غیر حاضری ہوتی ہے۔ تو تھوڑے دنوں کیلئے فراق مدینہ اختیار فرمادیں تاکہ علاج سے اللہ پاک آپ کو صحت اور قوت عنایت فرمادے۔ اور مقصد ہجرت ہو کہ حرم شریف کی جماعت اور روضۃ الطہر پر صلوٰۃ دستارم ہے، حاصل ہوتا رہے۔ ساتھ ساتھ ڈاکٹر صدیقی صاحب جو کہ کراچی ہیں نمبر ایک سرجن ہیں، ان کا بھی خط گیا کہ آپ صرف آٹھ دن کے لئے تشریف لے آئیں، انشاء اللہ آٹھ دن بعد آپ کو واپس بھیج دیں گے۔

چنانچہ حضرت والارحمۃ اللہ علیہ ۲۳ اپریل ۱۹۶۹ء بدھ کے دن بوقت عصر کراچی پہنچ گئے۔

اور ۲۵ یوم الجمعہ ہسپتال میں داخل ہو گئے، اور اسی دن ایک سرسے لیا گیا۔ ڈاکٹر صدیقی نے علاج سے معذرت کی کہ معاملہ آگے بڑھ گیا ہے۔ مرض معیہ سے کانسر ہے، اور نم معدہ تقریباً بند ہو چکا ہے۔ معاملے کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے راز میں رکھا گیا۔ اور خون کی بوتل اور طاقت کے انجکشن شروع کئے۔ اور مزید تسکین قلب کے لئے ڈاکٹر امان اللہ صاحب مول ہسپتال اور ڈاکٹر کرنل سعید صاحب جناح ہسپتال کو بلایا، انہوں نے ڈاکٹر صدیقی صاحب کی رائے سے اتفاق کیا۔

دریں اثنا حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر سے دریافت فرمایا کہ شاہ صاحب میرا مرض کنسر تو نہیں ہے، فقیر نے عرض کیا کہ حضرت اللہ پاک آپ کو اس موزی مرض سے محفوظ رکھے، پھر فرمایا کہ ڈاکٹر لوگ میرا باقاعدہ علاج کیوں شروع نہیں کرتے ہیں۔ فقیر نے عرض کیا کہ باقاعدہ علاج آپ کا پریشاں ہے۔ اور کمزوری زیادہ ہے، پریشاں اس وقت مناسب نہیں ہے۔ اس لئے ان کا خیال ہے کہ حضرت کو طاقت کی دوائی دیں گے اور بہتر ہے کہ مدینہ منورہ جاکر اسکو استعمال فرمایا کریں جب طاقت آجائے پھر کراچی تشریف لے آویں، باآسانی علاج ہو جائے گا، مدینہ جاسنے کا سنا تھا کہ حضرت خوش ہو گئے اور فرمایا، پھر جلد جانا چاہئے۔ چنانچہ بدھ کے دن ۲۰ اپریل کو صبح ۹ بجے یہاں سے روانگی ہوئی، ان کے صاحبزادہ عبدالرحمن صاحب تو مدینہ منورہ سے ساتھ آئے تھے، ہم پانچ نفر یہاں سے ساتھ ہو گئے۔ طہر جدہ میں پڑھی عصر بدر شریف اور مغرب میر علی سے ایک منزل قبل، عشاء ایک بجے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بار بار شکر کرتے رہے کہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ یہاں کا تجویز شدہ علاج جاری رکھا اور خون کی بوتل دواں بھی پڑھاتے رہے۔ ایک ڈاکٹر ایک کمپوڈ دواں اکثر حاضر رہتے تھے۔ اہل مدینہ جوق در جوق بیمار دوا رہی کے لئے آئے تھے، اور

حضرت والا باوجود اتنی کمزوری کے ہر سلام کا جواب اور کعبۃ الحالی یا شیخ کا جواب الحمد للہ طیب فرماتے تھے۔ کچھ دن تو وضو کیلئے غسلا نہ تشریف لے جاتے رہے۔ اور نماز باجماعت قیام کے ساتھ ادا فرماتے رہے۔ پھر کمزوری بڑھ گئی، تیمم کر کے پٹنگ سے اتر کر بیٹھ کر باجماعت نماز ادا فرماتے رہے۔ اور دست راست کی انگلیاں صورت اشارہ باسباب اختیار کر گئیں جو کہ موت ملک اسی حالت میں رہیں، شب جمعہ مرض نے شدت اختیار کیا۔ پیٹ پر ہاتھ پھیرتے تھے اور کہتے تھے یا اللہ رحمہ کہ ”اس کے علاوہ کوئی لفظ میں نے نہیں سنا تھا۔ آدھی رات کے قریب رفقہ کی جماعت آرام کرتی تھی۔ فقیر نے چار پاتی کے ساتھ کرسی بچھا دی تھی، اسی پر بیٹھا ہوا تھا، اچانک حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے دست راست سے اشارہ کیا، اور فرمایا آجاؤ، پھر فرمایا آجاؤ، پھر

دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور فرمایا ”یاسید آجاؤ“ فقیر تماشا بنایا بیٹھا تھا، اتنے میں علاؤ الدین شاہ صاحب اٹھ کر پاس آگئے، فقیر نے اسکو اشارہ سے سمجھایا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ فقیر نے اس کی یہ تعبیر کی کہ ارجح مقدسہ زیارت کے لئے آئے ہیں۔ انکو اجازت دی جاتی ہے۔ واللہ اعلم، صبح نماز باجماعت، اشارہ سے کیسا تھ پلنگ پر پڑھی، ناشتہ کے وقت دریافت فرمایا کہ ربیع الاول کا چاند دیکھا گیا ہے یا نہیں۔ فقیر نے جواب دیا: حضرت بوجہ ڈائری آج ۳۰ صفر ہے۔ رات کو چاند نظر آجائے گا۔ اس کے بعد مکمل سکوت اختیار کیا، اور تمام لطائف حرکت میں آگئے، یہاں تک کہ پردا جھمبھا تھا۔ اور قلب مبارک سینہ کو مزہیں دیتا تھا۔ اور زبان سے اللہ اللہ کا ورد شروع ہوا جو کہ بہت دھیمی آواز میں تھا کان لگا کر سن سکتے تھے۔ یوم جمعہ شب ہفتہ یوم ہفتہ اسی حال میں گزر گئے، شب اتوار کو بڑا ڈاکٹر ۳ بجے آگیا، دیکھ کر کہا کہ ٹھیک ہے۔ وہ بیٹھ گیا۔ فقیر حضرت والا کے پلنگ پر پاؤں کی طرف بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت والا نے ایک نظر فقیر کی طرف دیکھا۔ یکایک اللہ پاک نے دل میں افتاد کیا کہ شاید یہ نظر اخیری ہو، جماعت کو کہا کہ اگر آپ حضرات اجازت دیتے ہیں تو یہ عاجز تبرکاً سورۃ یسین پڑھے۔ سب نے ہاں کہا۔ فقیر سینے کے پاس گھڑا ہو گیا، ڈاکٹر بھی اٹھ کر آیا، اور جماعت بھی اٹھ کر چار پانی کے پاس آگئی۔ جب فقیر نے والیدہ تر جعوت پڑھا تو حضرت والا نے پھر ایک نظر ڈال کر آنکھیں بند کیں۔ فقیر نے حشمت علی صاحب کو کہا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روح نے پرواز کیا۔ آپ آنکھوں پر انگلی رکھ دیجئے کہ کھلی نہ رہ جائیں۔ انہوں نے تعجب کیا اور ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ ڈاکٹر صاحب دیکھ لیں۔ ڈاکٹر صاحب نے استھیسکوپ دل پر رکھا اور کہا کہ شاہ صاحب حضرت زندہ ہیں، قلب حرکت کرتا ہے۔ فقیر نے جواب دیا کہ ڈاکٹر صاحب اپنے استھیسکوپ کو سنبھالئے یہ دل مرے گا نہیں۔ اس نے تو بار اللہ ہزاروں دلوں کو زندہ کیا ہے۔ پھر انہوں نے گلے میں شہ رگ سہر رکھا، کہا ہاں روح نکل گئی ہے۔ یہ تھا حضرت کا سفر آخرت۔ ڈاکٹر جیسے تجربہ کار کو بھی آثار موت کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس وقت گھڑی دیکھی تو سعودی عرب کے ہم بکرہ منٹ تھے۔ فقیر نے پلنگ کیساتھ کرسی پر بیٹھ کر سورۃ بقرہ پوری پڑھ لی۔ آٹھ بج گئے اور تہجد کی آذان کا وقت تھا، حضرت کو غسل کیلئے ڈال دیا گیا، حشمت علی صاحب غسل دیتے رہے، علاؤ الدین شاہ صاحب پانی ڈالتے رہے اور ہندی خان صاحب پانی دیتے رہے۔ محمد صدیق صاحب اور ایک دوسرا عالم اس میں تعاون کرتے رہے۔ اور فقیر نے سر مبارک کو دونوں ہتھیلیوں میں پکڑ رکھا تھا کہ تختہ پر نہ لگے غسل کے بعد فقیر نے اپنے سر پر عمامہ باندھ کر حضرت کے سر مبارک پر رکھ دیا۔ جو

انوار اس وقت دیکھنے میں آئے اس کا کیا بیان ہو سکے گا۔ شنیدہ کہے ہو یا نہ دیدہ۔
اس کے بعد جبین النور کو بوسہ دیکر کفن میں ملفوف کیا، اور چالیس قدم گن کر جنازہ لوگوں کے
حوالہ کیا۔ جب باب الرحمت کے اندر جنازہ داخل ہوا، تو اوسر سے آفاق غر شروع ہوئی۔
روضۃ الجنۃ کے آگے جنازہ رکھا گیا۔ امام حرم شریف، سنہ ۱۴۰۰ھ میں فوراً جنازہ سامنے
رکھا مگر نے کبر الصورت پر اعلان کیا: الصلاة على الميت الحاضر بركة من الله، ہزاروں کی تعداد
میں جو نمازی حاضر تھے، نماز جنازہ میں شریک ہو گئے۔ اور جنّت البقیع میں جو ار ذی النورین جو کہ
افضل البقیع فی البقیع ہے، وہ فون ہو گئے۔ اللهم اجعل قبره قبرا رافقا من رافق الجنة۔ آمین یا رب العالمین۔
جنازہ میں باہر سے تشریف لائے ہوئے مشائیر میں سے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب
مہار پوری اور مولانا ابو الحسن علی ندوی صاحب نے بھی شمولیت کی۔ حضرت شیخ الحدیث باوجود ضعف و
نقاہت کے اپنی گاڑی میں بقیع تک گئے اور کافی دیر تک اکیلے قبر مبارک پر ٹھہرے رہے۔ ■

خلقکم منکم کافر و منکم مؤمن وہ و علی کل شیء قدیر ایک زمانہ تھا کہ ہمارے ملک کی
ایک تحریک کے قائد نے مغربی اقوام کے اکتشافات، ایجادات کو دیکھ کر دنیا کی دراشت کا حقدار اپنی
ملدین کو قرار دیا تھا۔ اور قرآن میں تخریف کیا کہ ان الارض، یرثھا عبادی الصالحون کو انگریز پر منطبق
کر دیا۔ انا للہ۔

آج پھر ایک دفعہ وہ لوگ اور انکار سنت کی بدترین گروہ قوم کے ذہن کو پاند کے تسخیر کرنے
پر ذہن حقیف، سے مغریت کر سہ پر تلے بیٹھے ہیں۔ اور دوسرا امر یہ کہ اس قسم کے کارناموں کو بافوق الفطرت
کائنات ثابت کرنے میں پیش پیش ہیں۔ ہمارے ساتھ جب اس قسم کی بحث کی جاتی ہے تو ہم اجمالاً وسعت
کائنات کے متعلق جواب دیکر آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا اسے انکو ٹال دیتے ہیں۔ لیکن اس دفعہ
وسعت کائنات پر الحق کے ادارہ میں آپ نے جو سعی بلیغ فرمائی ہے اسکو اپنی دل کی آواز جان کر بے ساختہ
آپ کے حق میں علم و عمل کی دعا نکلتی ہے۔

ماہ جولائی میں الحق کا ادارہ وقت کا تقاضا و آواز ہے۔ اہل نریخ کیلئے تسلی بخش جواب
ہے مروجین کیلئے تشفی ہے۔ اس بناء پر گزارش ہے کہ آپ اس ادارہ کو پمفلٹ کی شکل میں
مشائع فرما کر کابو، دفاتر اور دانشوروں میں مفت تقسیم کریں۔ یہ ایک کام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے
آپ کے ہاتھ سے لیا ہے۔ اب اسکو وسیع کرنے کیلئے سبب از جلد پمفلٹ کی شکل میں شائع کرنا چاہیے۔

(سعید الدین)